اسلامی ریاست میں فرضیت زکوٰۃ اور مانعین زکوٰۃ کے احکامات کا جائزہ

ڈاکٹر عبد القدوس صہیب *

زکوٰۃ کا اصطلاحی اور شرعی مفہوم:

زکوٰۃ کا لغوی مفہوم۔ زکّی، یزکی، تزکیة بڑھنا، زاہد ہونا، نشوونما پانا۔ اسی سے الزّکاۃ ہے، چیز کا عمدہ حصہ (۱)۔
محمد اعلیٰ تھانویؒ زکوٰۃ کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وفی الشریعة قدر معین من النصاب الحولی یخرجه الحُرّ المسلم المُکلّف لله تعالیٰ الیٰ الفقیر المُسلم الغیر الهاشمی ولا مولاه مع قطع المنفعة عن الملک من کل وجه'' (۲)۔

چاروں مسالک اہل سنّت کی معتبر کتابوں میں زکوٰۃ کی اصطلاحی تعریف اس طرح ہے:

۱۔ فقہائے احناف کی کتابوں میں زکوٰۃ کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

''تملیک جزءٍ مخصوص من مال لشخص مخصوص لله تعالیٰ'' (۳)

قدوری، کنز الدقائق، شرح وقایہ، البحر الرائق اور فتاویٰ عالمگیری میں اس طرح تعریف کی گئی ہے:

''هی تملیک المال من فقیرٍ مسلم غیر هاشمی ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن الملک من کل وجه لِلّٰہِ تعالیٰ'' (۴)

صاحب تنویر اس طرح تعریف کرتے ہیں: ''هی تملیک جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیر غیر هاشمی ولا مولاه مع قطع المنفعة عن المملّک من کل وجه لله تعالیٰ'' (۵)

۲۔ فقہائے مالکیہ زکوٰۃ کی اصطلاحی تعریف یوں کرتے ہیں:

''إخراج جزء مخصوص من مال مخصوص بلغ نصاباً لمستحقه'' (۶)

۳۔ حضرات شوافع کے ہاں زکوٰۃ کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

''اسم لما یخرج عن مال، أو بدن علیٰ وجه مخصوص'' (۷)

۴۔ حضرات حنابلہ نے زکوٰۃ کی اصطلاحی تعریف یہ کی ہے:

''حق واجب فی مال مخصوص، لطائفة مخصوصة فی وقت مخصوص'' (۸)

---

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ/ ڈائریکٹر، اسلامک ریسرچ سنٹر، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پاکستان

الموسوعة الفقهية میں زکوٰۃ کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے:وفی الاصطلاح: یطلق علی اداء حق یجب فی أموال مخصوصة، علیٰ وجه مخصوص و یعتبر فی وجوبه الحول والنصاب، و تطلق الزکاة أیضاً علی المال المخرج بنفسه(۹)۔

لفظ زکوٰۃ اور صدقہ کا اطلاق:

قرآن کریم نے زکوٰۃ کے لئے صدقات کا لفظ بھی استعمال کیا، صدقات، صدقہ کی جمع ہے، لغت میں صدقہ مال کے اُس جُزء کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی رضا کے لئے خرچ کیا جائے (۱۰)۔

امام راغبؒ لکھتے ہیں کہ صدقہ کو صدقہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا دینے والا گویا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں اپنے قول وفعل میں صادق ہوں اس کے خرچ کرنے کی کوئی دنیوی غرض نہیں بلکہ صرف اللہ کی رضا کے لئے خرچ کر رہا ہوں (۱۱)۔

یہی وجہ ہے کہ جس صدقہ میں دنیوی غرض یا نام ونمود شامل ہو جائے قرآن کریم نے اُسے کالعدم قرار دیا ہے (۱۲)۔

زکوٰۃ کے لئے لفظ زکوٰۃ کے علاوہ بھی کئی الفاظ وصیغے استعمال ہوئے ہیں: مثلاً انفقوا، تنفقون، ینفقون، صدقة، صدقات وغیرہ ان کی تفصیل قرآن کریم میں ''انفاق'' اور ''صدقہ'' کے مادہ کے ذیل میں دیکھی جاسکتی ہے۔

عام مفسرین کی رائے یہ ہے کہ لفظ صدقہ اپنے اصلی معنیٰ کی رُو سے عام ہے، اس کا اطلاق نفلی صدقہ اور فرض یعنی زکوٰۃ پر بھی ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی کئی جگہ یہ لفظ زکوٰۃ کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے (۱۳)۔ جب کہ امام قرطبی کی تحقیق یہ ہے کہ قرآن کریم میں جب مطلق لفظ صدقہ بولا جاتا ہے تو اس سے صدقہ فرض ہی مراد ہوتا ہے (۱۴)۔

ابن عربی کے نزدیک زکوٰۃ کا اطلاق صدقہ واجبہ کے علاوہ صدقہ مندوبہ، نفقہ، حق اور عفو وغیرہ پر بھی ہوتا ہے (۱۵)۔

محمد اعلیٰ تھانوی کہتے ہیں کہ زکوٰۃ کا اطلاق عشر، صدقہ فطر، کفارہ، نذر وغیرہ اور صدقات واجبہ پر ہوتا ہے ''وقد تطلق الزکوٰة شاملةً للعشر وصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبة''(۱۶)

علامہ زمخشری لکھتے ہیں: زکوٰۃ ذات اور معنیٰ دونوں کے درمیان مشترک اسم ہے، ذات تو نصاب کی وہ مقدار ہے جس کو زکوٰۃ دہندہ فقیر کو نکال کر دیتا ہے اور معنیٰ زکوٰۃ دہندہ کا فعل ہے جس کا نام تزکیہ ہے (۱۷)۔ علامہ زمخشری نے دوسری جگہ زکوٰۃ کے معنیٰ گناہوں سے پاک وصاف ہونے کے بیان کئے ہیں (۱۸)۔

علامہ ناصر بن عبد السید مطرزی لکھتے ہیں:

''زکوٰۃ کے معنیٰ تزکیہ کے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُونَ﴾ (۱۹) جو زکوٰۃ

دیا کرتے ہیں، اس کے بعد زکوٰۃ مال کی اس مقدار کا نام پڑ گیا ہے جو فقراء و مساکین کے لئے نکالی جاتی ہے الفاظ کی ترتیب سے طہارت کے معنیٰ واضح ہو رہے ہیں جبکہ بعض کا قول ہے زیادتی اور نمو پر دلالت کرتی ہے اور یہی ظاہر ہے‘‘ (۲۰)

زکوٰۃ اسلام کے فرائض میں سے اہم فریضہ اور ارکانِ دین میں سے اہم رکن ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت قرآن کریم، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع اُمت اور عقل سے ثابت ہے (۲۱)۔

زکوٰۃ کی فرضیت کا ثبوت قرآن کریم سے:

زکوٰۃ کی اجمالی اور بنیادی حقیقت تو یہی ہے کہ اپنی دولت اور کمائی میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کی راہ میں خرچ کیا جائے، ﴿وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (۲۲) یعنی جو کچھ ہم نے عطا کیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اسلام کے بالکل ابتدائی دور میں یہی مجمل حکم تھا بعد میں اس کے تفصیلی احکام آئے اور ضوابط مقرر ہوئے۔

زکوٰۃ کی فرضیت کب ہوئی؟

صدقہ یا زکوٰۃ کی فرضیت صحیح قول کے مطابق اوائل اسلام ہی میں مکہ مکرمہ کے اندر نازل ہو چکی تھی (۲۳)۔ جیسا کہ امام المفسرین حافظ اسماعیل بن کثیر نے سورۃ مزمل کی آیت ﴿فاقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ﴾ (۲۴) سے استدلال کیا ہے۔ کیونکہ یہ سورۃ بالکل ابتداء وحی کے زمانہ کی سورتوں میں سے ہے اس میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا بھی حکم ہے۔ علامہ طبری نے بھی اسی رائے کو ترجیح دی ہے چنانچہ سورۃ مزمل کی مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

’’واعطوا الزکاہ المفروضة فی أموالکم أهلها... فهما فریضتان واجبتان، لارخصة لأحد فيهما‘‘ (۲۵)

ہجرت حبشہ کے دوران حضرت جعفرؓ بن اَبی طالب نے نجاشی کے دربار میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعلیمات کے ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا ’’ویأمرنا بالصلاة والزكاة والصيام ‘‘اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت ہجرت سے قبل نازل ہو چکی تھی۔ لیکن بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت ہجرت کے بعد رمضان شریف کی فرضیت سے پہلے ۲ھ میں نازل ہوئی (۲۶)۔ اور بعض کی رائے یہ ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت ۹ھ میں نازل ہوئی اس کے علاوہ اور بھی کئی اقوال ہیں (۲۷)۔ مُلّا علی قاریؒ اور علامہ ظفر احمد عثمانیؒ کا رجحان یہ ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت ۲ھ میں ہوئی (۲۸)۔

معروف مؤرخ ابن خلدون ۲ھ کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جب رسول اللہ ﷺ کو مدینہ طیبہ میں جمعیت واطمینان حاصل ہوگیا اور آپ کے پاس مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جمع ہوئے اور اسلام کو ایک گونہ استحکام حاصل ہوگیا تو اس وقت زکوٰۃ فرض کی گئی'' (۲۹)

البتہ روایات حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں زکوٰۃ کے لئے کوئی خاص نصاب یا خاص مقدار متعین نہ تھی مثلاً یہ کہ مال کی کن اقسام پر زکوٰۃ واجب ہوگی، کم ازکم کتنے مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی کتنی مدت گزر جانے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی اور زکوٰۃ کے مصارف کیا کیا ہونگے؟ وغیرہ۔

نصابوں کا تعین اور مقدار زکوٰۃ کا بیان بعد از ہجرت مدینہ طیبہ میں ہوا ہے اور پھر زکوٰۃ وصدقات کی وصول یابی کا نظام محکمانہ انداز کا فتح مکہ کے بعد عمل میں آیا ہے۔ جیسا کہ علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں سورۃ مزمل کی مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا:

''وعلىٰ هذا أكثر المفسرون والظاهر أنهم عنوا بالصلوٰة المفروضة الصلوات الخمس وبالزكاة المفروضة أختها المعروفة...إن الزكاة فرضت بمكة من غير تعيين للانصباء والذى فرض بالمدينه تعيين الأنصباء'' (۳۰)

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

''نو سال کے بعد اب ملک میں امن وامان کا دور شروع ہوا، اب حصول دولت کے مواقع حاصل تھے، اس بنا پر زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا اور تحصیل زکوٰۃ کے عمال قبائل مقرر ہوئے'' (۳۱)

قرآن کریم میں ادائے زکوٰۃ اور فریضہ زکوٰۃ کے احکامات کو بار بار دہرایا گیا ہے کہیں ایمان باللہ کے ساتھ اور کہیں اُس کا ذکر آخرت کے ساتھ اور کہیں اقامت صلوٰۃ کے ساتھ اور کہیں مستقل اسی کو قانونی دفعہ بنایا گیا ہے۔ قرآن کریم میں نماز کے بعد سب سے زیادہ تاکید زکوٰۃ کے بارے میں آئی، قرآن کریم میں اس مالی عبادت کا ذکر ''زکوٰۃ'' کے علاوہ صدقات، انفاق وغیرہ کے ناموں سے بھی کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ صرف اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں صرف ''زکوٰۃ'' کے لفظ کا استعمال بتیس ۳۲ مقامات پر ہوا ہے (۳۲)۔

یہاں یہ واضح کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اکثر عوام وخواص قرآن کریم میں زکوٰۃ کے ذکر کے حوالے سے مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہوئے تعداد زیادہ ذکر کرتے ہیں حالانکہ تحقیق سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں صرف ''زکوٰۃ'' کے لفظ کا استعمال بتیس ۳۲ مقامات پر ہوا ہے۔

علامہ ابن نجیم اور سید سابق بھی اسی مغالطہ کا شکار ہوئے ہیں اِن دونوں نے ۳۲ کے بجائے ۸۲ کا عدد لکھا ہے

جو کہ حقیقت سے مطابقت نہیں رکھتا۔

ابن نجیم لکھتے ہیں: ''ذکر الزکاۃ بعد الصلاۃ لأ نھما مقترنان فی کتاب اللہ تعالیٰ فی اثنین وثمانین آیۃ'' (۳۳)۔ سید سابق لکھتے ہیں: ''وھی أحد أرکان الإسلام الخمسۃ، وقرنت بالصلاۃ فی اثنین وثمانین آیۃ'' (۳۴)

زکوٰۃ کا آغاز اور تدریجی تکمیل:

زکوٰۃ کے تدریجی ارتقاء و تکمیل کے حوالے سے علامہ شبلی نعمانی کی تحریر کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''جس طرح عام نماز کا آغاز اسلام کے ساتھ ساتھ ہوا اور مدینہ آ کر وہ رفتہ رفتہ تکمیل کو پہنچی اسی طرح زکوٰۃ یعنی مطلق مالی خیرات کی ترغیب بھی ابتدائے اسلام ہی سے شروع ہوئی لیکن اس کا پورا نظام آہستہ آہستہ فتح مکہ کے بعد قائم ہوا بعض مؤرخوں اور محدثوں کو اس بنا پر کہ ۸ھ میں زکوٰۃ کی فرضیت کی تصریح ملتی ہے اس سے پہلے کے واقعات میں جو زکوٰۃ کا لفظ آتا ہے اس سے پریشانی ہوئی ہے، حالانکہ شروع اسلام میں زکوٰۃ کا لفظ صرف خیرات کا مترادف تھا، اس کی مقدار، نصاب، سال اور دوسری خصوصیتیں جو زکوٰۃ کی حقیقت میں داخل ہیں، وہ بعد میں رفتہ رفتہ مناسب حالات کے پیدا ہونے کے ساتھ تکمیل کو پہنچیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ کا پیغام صرف دو لفظوں سے مرکب ہے خدا کا حق اور بھائی کا حق، پہلے لفظ کا مظہر ''نماز'' اور دوسرے کا ''زکوٰۃ'' ہے اس لئے محمد رسول اللہ ﷺ کی دعوت حق جب بلند ہوئی تو اس پکار کی ہر آواز ان ہی دو لفظوں کی تفصیل و تشریح تھی آنحضرت ﷺ جس طرح بعثت سے پہلے غار حرا میں چھپ کر خدا کی یاد نماز میں مصروف رہتے تھے اسی طرح بے کس اور لاچار انسانوں کی دست گیری زکوٰۃ سے بھی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بعثت کے وقت آپ کی نسبت فرمایا آپ قرابتداروں کا حق پورا کرتے ہیں قرضداروں کا قرض ادا کرتے ہیں، مہمان کو کھلاتے ہیں لوگوں کی مصیبتوں میں مدد دیتے ہیں۔

غور کرو کیا زکوٰۃ ان ہی فرائض کے مجموعہ کا نام نہیں؟ اس بنا پر یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ نماز اور زکوٰۃ توام ہیں اور ان ہی دو اجمالی حقیقتوں کی تشریح کا نام اسلام ہے'' (۳۵)

وجوبِ زکوٰۃ کے لئے استدلال:

زکوٰۃ کے وجوب کے لئے کئی آیات سے استدلال کیا جا سکتا ہے جن میں سے بطور نمونہ چند آیات پیش

خدمت ہیں:

۱- ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبۡتُمۡ وَ مِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ ﴾ (۳۶)

''مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے اللہ کے راہ میں خرچ کرو۔''

۲- ﴿ وَ اٰتُوۡا حَقَّهٗ يَوۡمَ حَصَادِهٖ ﴾ (۳۷)

''اور جس دن پھل توڑو اور کھیتی کاٹو اللہ کا حق بھی اس میں سے ادا کرو۔''

۳- ﴿ خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَ تُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا ﴾ (۳۸)

''اُن کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کرلو کہ اس سے تم ان کو ظاہر میں بھی پاک اور باطن میں بھی پاکیزہ کرتے ہو۔''

۴- ﴿ وَفِيۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ ﴾ (۳۹)

''ان کے مال میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں دونوں کا حق ہوتا ہے۔''

۵- ﴿ فَاِنۡ تَابُوۡا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخۡوَانُكُمۡ فِى الدِّيۡنِ ﴾ (۴۰)

''یعنی یہ لوگ اگر توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو اب یہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔''

اس آیت سے ثابت ہورہا ہے کہ اسلامی برادری میں شامل ہونے کی لئے تین شرائط ہیں:

۱- کفر وشرک سے توبہ ۲- نماز قائم کرنا ۳- زکوٰۃ ادا کرنا

ایمان وتوبہ تو ایک مخفی امر ہے جس کے حقیقت کا عام مسلمانوں کو علم نہیں ہوسکتا اس لئے اس کی دو ظاہر علامتوں کو بیان کردیا گیا یعنی نماز اور زکوٰۃ۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد زکوٰۃ سے انکار کرنے والوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے اسی آیت سے استدلال فرماکر صحابہ کرام کو مطمئن کیا تھا۔

''قال ابن مسعود ﷺ اُمرتم بالصلوٰۃ والزکوٰۃ فمن لم یزک فلا صلاۃ له'' (۴۱)۔ ''حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ فرماتے ہیں تمہیں نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا گیا جس شخص نے (صاحب نصاب ہونے کے باوجود) زکوٰۃ ادا نہ کی اس کی نماز نہیں ہوئی۔''

۶- ﴿ وَ اَنۡفِقُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلۡقُوۡا بِاَيۡدِيۡكُمۡ اِلَى التَّهۡلُكَةِ وَ اَحۡسِنُوۡا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴾ (۴۲)۔

''اور اللہ کے راہ میں مال خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کیا کرو بلاشبہ اللہ نیکی کرنے

والوں سے محبت کرتے ہیں۔‘‘

۷- ﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى﴾ (۴۳)

’’نیکی و پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا کرو۔‘‘

۸- ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ﴾ (۴۴) ’’اے ایمان والو جو مال ہم نے تمہیں دیا ہے اُس میں اُس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کرلو جس میں نہ اعمال کا سودا ہوگا اور نہ دوستی اور سفارش ہو سکے گی۔‘‘

زکوٰۃ کی فرضیت کا ثبوت احادیث سے:

قرآن کریم کی طرح رسول اللہ کی کثیر احادیث مبارکہ میں بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کی ترہیب وترغیب اور مانعین کے لئے سخت ترین عذاب اور تفصیلی احکام وشرائط مذکور ہیں۔حدیث کی تقریبا تمام متداول کتابوں میں حضرات محدثین نے زکوٰۃ کا مستقل عنوان قائم کرکے اس کے ذیل میں زکوٰۃ سے متعلق ذخیرہ احادیث کو جمع فرمایا ہے۔ زکوٰۃ سے متعلق سینکڑوں احادیث موجود ہیں، طوالت کے خوف سے بطور نمونہ چند مرفوع روایات پیش خدمت ہیں۔ جن میں زکوٰۃ کی اہمیت، ترہیب وترغیب کے ساتھ موجود ہے۔

۱- ’’عن ابن عمر ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ ’’بنی الاسلام علیٰ خمس شهادة أن لا الله الاّالله وأن محمدا عبده ورسوله واقام الصلوٰة و ایتاء الزكوٰة والحج وصوم رمضان‘‘ (۴۵)

’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشاد فرمایا:- اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر رکھی گئی ہے، ایک یہ کہ اس حقیقت کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود والہٰ نہیں (نہ کوئی عبادت وبندگی کے لائق ہے) اور محمد ﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں، دوسرے نماز قائم کرنا، تیسرے زکوٰۃ ادا کرنا، چوتھے حج کرنا، پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔‘‘

۲- ’’قال رسول اللہ ﷺ ’’اعبدوا ربكم وصلوا خمسكم وصوموا شهر كم وحجوا بيت ربكم و ادّوا زكوٰة اموالكم طيبة بها انفسكم تدخلوا جنة ربكم ‘‘(۴۶) ’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرتے رہو، نماز پنجگانہ پڑھتے رہو، رمضان کے روزے رکھتے رہو، بیت اللہ کا حج کرتے رہو اور اپنے اموال کے زکوٰۃ پوری خوش دلی سے دیتے رہو تو پھر اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔‘‘

۳- ’’عن ابن عباس ﷺ أن رسول اللہ ﷺ بعث معاذًا الى اليمن فقال ’’إنک تأتى

قوماً اهل کتاب فادعُهم الیٰ شهادة أن لا اله الاّالله وأن محمدا رسول الله فان هم أطاعوا لذلک فأعْلِمْهُمْ أن الله قد فرض علیهم خمس صلوات فی الیوم واللیلة فان هم اطاعوا لذلک فاَعْلمْهُم أ ن الله قد فرض علیهم صدقةً توخذ من أغنیائهم فتردّ علیٰ فقرآئهم فان هم اطاعوا لذلک فایاک و کرآئم اموالهم واتّق دعوة المظلوم فانّه لیس بینها وبین الله حجابٌ'' (۴۷)

''حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ کو امیر و قاضی بنا کر یمن بھیجا تو ان سے فرمایا تم اہل کتاب میں ایک قوم (یہود و نصاریٰ) کے پاس جا رہے ہو جب تم اُن کے پاس پہنچو تو سب سے پہلے اُنھیں اس بات کی گواہی دینے کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود والہ نہیں (نہ کوئی عبادت و بندگی کے لائق ہے) اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اگر وہ اس کی شہادت ادا کر دیں اور آپ کی بات مان لیں تو پھر اُنھیں بتاؤ کہ اُس اللہ نے تم پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں پھر وہ اگر اس کو بھی مان لیں تو اُن کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ (زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو اُن کے مالداروں سے لیا جائے گا اور اُن کے فقراء کو دے دیا جائے گا، اگر وہ اسے مان جائیں تو زکوٰۃ کی وصول یابی کے سلسلے میں چھانٹ کر اچھا اور نفیس مال لینے سے پرہیز کرنا (بلکہ اوسط کے حساب سے زکوٰۃ وصول کرنا اور اس بارے میں کوئی ظلم و زیادتی کسی پر نہ کرنا) اور مظلوم کی بددُعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی دُعا اور اللہ تعالیٰ (کی جانب اُس دعا کی قبولیت) کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔''

۴۔ ''عن عائشة قالت سمعت رسول الله ﷺ یقول ''ما خالطت الزکوٰة مالاً قطُّ الّآ أهلکَتْه'' (۴۸)

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مال زکوٰۃ جس دوسرے مال میں مخلوط ہوگا تو یقیناً اُس دوسرے مال کو تباہ برباد کردے گا۔''

اجماع اور فرضیّتِ زکوٰۃ:

زکوٰۃ کی فرضیت پر پوری اُمت محمدیہ علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کا عہد نبوی سے لیکر آج تک اجماع رہا ہے اور تا قیامت رہے گا، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں کے خلاف جہاد بالسیف پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا پہلا اجماع منعقد ہوا (۴۹)۔

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

''أما وجوب فلقوله تعالیٰ واٰتوا لزکوٰة ولقوله علیه السَّلام اَدُّوا زکوٰة اموالکم

وعلیه اجماع الامة والمراد بالواجب الفرض لانه لاشبة فیه''(۵۰)

حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ خلیفہ بنے تو اہلِ عرب میں سے بعض قبائل کافر ہوگئے حضرت ابوبکر ؓ نے اُن کے خلاف جہاد کرنے کا فیصلہ کیا تو حضرت عمر فاروق ؓ نے یہ فیصلہ سن کر حضرت ابوبکر ؓ سے عرض کیا آپ اہل ایمان سے کیونکر جنگ کریں گے ...حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اس شخص کے خلاف ضرور جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا، اللہ کی قسم اگر وہ لوگ جو منکر زکوٰۃ ہو رہے ہیں مجھے بکری کا بچہ بھی نہ دیں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں ان کے اس انکار کی وجہ سے اُن سے جنگ کروں گا حضرت عمر ؓ نے یہ سن کر کہا اللہ کی قسم! اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے، مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے کے لئے الہام کے ذریعے حضرت ابوبکر ؓ کا دل کھول دیا ہے لہذا مجھے بھی یقین ہوگیا کہ حق اور صحیح بات یہی ہے کہ منکرین زکوٰۃ سے جنگ کرنا ضروری ہے (۵۱)۔

زکوٰۃ کی فرضیّت کا ثبوت قیاس (عقل) سے:

عقل کئی وجوہ سے زکوٰۃ کی فرضیت کا ثبوت پیش کرتی ہے، تین اہم عقلی وجہیں درج ذیل ہیں:

۱- زکوٰۃ کی ادائیگی میں غرباء کی اعانت، بے کسوں کی دستگیری ہے، یہ ناداروں اور درماندگان کو مالی تقویت پہنچا کر انہیں توحید و عبادات اور دوسرے فرائض شرع ادا کرنے کی طاقت وقوت بخشتی ہے اور اصول یہ ہے جو چیز کسی فریضہ کا وسیلہ ہو وہ خود بھی فرض ہوتی ہے۔

۲- زکوٰۃ کی ادائیگی صاحب زکوٰۃ کو گناہوں سے پاک کردیتی ہے اور اس کے اخلاق کو فطری بخل کے عیب سے صاف کر کے سخاوت وسماحت کی خوبی سے آراستہ کردیتی ہے جس سے انسان اداء امانت اور مستحقین کے حقوق ادا کرنے کا عادی ہوجاتا ہے۔قرآن کریم کی آیت ﴿ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيهِمْ بِهَا ﴾(۵۲) میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۳- ﴿وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ﴾(۵۳)

اللہ تعالیٰ نے اغنیاء پر اپنا فضل وکرم فرمایا اور انہیں دولت وثروت کی نعمت سے نوازا جس سے وہ اپنی حوائج اصلیہ اور بنیادی ضرورتوں کے بارے میں مطمئن اور بے فکر ہو کر خوش عیشی اور آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور نعمت کا شکر ادا کرنا شرعاً بھی فرض ہے اور عقلاً بھی۔زکوٰۃ درحقیقت اسی نعمت کے شکر کی ایک صورت ہے لہذا زکوٰۃ فرض ہے۔

کیفیت فرضیت:

اس بارے میں فقہائے کرام کے درمیان اختلاف ہے کہ زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد اس کی ادائیگی فوراً

واجب ہوتی ہے یا ادائیگی میں تاخیر کی گنجائش ہے۔

احناف میں سے امام کرخی کا قول یہ ہے وجوب زکوٰۃ کے بعد فی الفور ادا کرنا واجب ہے کیونکہ مطلق امر کا تقاضا یہی ہے۔ جبکہ امام ابوبکر جصاص رازی کا قول یہ ہے وجوب زکوٰۃ کے بعد فی الفور ادا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ زندگی میں جب چاہے ادا کرسکتا ہے (۵۴)۔

امام محمد سے منقول ہے کہ جس شخص نے زکوٰۃ نہیں دی اس کی شہادت قبول نہ کی جائے۔ اور دوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ ادائیگی زکوٰۃ میں تاخیر جائز نہیں۔ یہ صراحت اور نص ہے کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا بلا تاخیر فی الفور واجب ہے اور امام شافعی کا مشہور قول بھی یہی ہے (۵۵)۔

سید سابق لکھتے ہیں کہ وجوب زکوٰۃ کے بعد فی الفور ادا کرنا واجب ہے اور بلا عذر تاخیر کرنا حرام ہے:

''یجب إخراج الزکوٰۃ فوراً عند وجوبها، ویحرم تأخیر أدائها عن وقت الوجوب، إلا اذا لم یتمکن من أدائها فیجوز له التاخیر حتی یتمکن'' (۵٦)

ترجمہ: ''زکوٰۃ جوں ہی واجب ہوجائے اُس کا نکال دینا واجب ہوجاتا ہے اور اُس کے وجوب کے وقت سے ادائیگی میں تاخیر کرنا حرام ہے، اِلّا یہ کہ وہ شخص اُسے ادا کرنے پر قادر نہ ہو، اُس کے لئے قادر ہونے تک تاخیر کرنا جائز ہے۔''

اس اختلاف کا منشا دراصل یہ اختلاف ہے کہ وہ امر اور حکم شریعت جو وقت ادا کی تعیین کے بغیر مطلقاً وارد ہوا ہے تو اس کے مقتضاء پر عمل کرنا کیا فی الفور واجب ہے یا اس میں تاخیر کی گنجائش ہے؟ (۵۷)۔

پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا:

تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ نصاب کا مالک ہونے سے قبل زکوٰۃ ادا کرنا جائز نہیں کیونکہ وجوب زکوٰۃ کا بنیادی سبب صاحب نصاب ہونا ابھی موجود نہیں ہے (۵۸)۔

البتہ صاحب نصاب ہونے کے بعد حولان حول یعنی سال گذرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کی جاسکتی ہے۔ اور اگر صاحب نصاب کئی سالوں کی زکوٰۃ پیشگی ادا کرنا چاہے تو جمہور فقہاء (حضرت حسن بصری، سعید بن جبیر، امام زہری، امام اوزاعی، امام ابوحنیفہ، امام شافعی،) کے نزدیک یہ جائز ہے (۵۹)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پیشگی زکوٰۃ ادا کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ عن علی رضی اللہ عنہ ''أن العباس سأل رسول اللہ ﷺ فی تعجیل صدقة قبل أن تحل، فرخص له فی ذلک'' (٦٠)

سید سابق لکھتے ہیں:

''یجوز تعجیل الزکاۃ و أداؤھا قبل الحول ولو لعامین''(٦١)

مصنف ابن ابی شیبہ اور کتاب الأموال میں ہے: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پیشگی زکوٰۃ ادا کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی چنانچہ انہوں نے دو سال کی پیشگی زکوٰۃ ادا کی تھی (٦٢)۔

اصحاب ظواہر، حضرات مالکیہ، امام ربیعہ، سفیان ثوری، اور ابوعبید بن حارث وغیرہ حولان حول سے پہلے پیشگی زکوٰۃ ادا کرنے کے عدم جواز کے قائل ہیں۔ کیونکہ اُن کے نزدیک زکوٰۃ کے وجوب کے حولان حول شرط ہے (٦٣)۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سال گذرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ عن النبی ﷺ أنه قال: ''لا تؤدی زکاۃ قبل حلول الحول''(٦٤)

ابن رشد اس اختلاف کی منشاء کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ دیکھنا یہ کہ زکوٰۃ کیا محض عبادت ہے یا مساکین کا حق واجبی ہے؟ جن فقہاء کے نزدیک یہ عبادت ہے وہ اس کو نماز کے مشابہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں جس طرح نماز وقت سے پہلے ادا نہیں کی جاسکتی اسی طرح زکوٰۃ صاحب نصاب ہونے کے بعد سال گذرنے سے پہلے ادا نہیں کی جاسکتی۔

اور جن فقہاء کے نزدیک زکوٰۃ مساکین کا حق واجبی ہے وہ پیشگی زکوٰۃ ادا کرنے کے جواز کا فتویٰ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس سے زکوٰۃ سال گذرنے سے پہلے وصول فرمائی تھی (٦٥)۔

سببِ فرضیت:

زکوٰۃ کی فرضیت کا سبب ''مال'' ہے کیونکہ یہ نعمت کے شکر میں واجب ہوئی ہے اسی لئے اس کی اضافت مال کی طرف کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے زکوٰۃ المال ایسے مواقع میں اضافت سببیت کے بیان کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے صلاۃ الظہر، صوم الشہر، حج البیت وغیرہ (٦٦)۔

شرائطِ فرضیت:

زکوٰۃ کی فرضیت کی شرائط دو طرح کی ہیں اُن میں سے بعض کا تعلق مالک نصاب اور صاحب زکوٰۃ سے ہے اور بعض زکوٰۃ کے مال سے متعلق ہیں۔

صاحب نصاب سے متعلق پانچ شرائط ہیں۔

۱- اسلام:

زکوٰۃ کی فرضیت کی شرط اول مسلمان ہونا ہے کیونکہ زکوٰۃ ایک عبادت ہے اور کافر شرائع عبادات کے مخاطب نہیں ہیں۔

۲- آزاد ہونا:

زکوٰۃ کی فرضیت کی دوسری شرط آزاد ہونا ہے کیونکہ غلام پر بالاتفاق زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی کیونکہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے وہ مالک کی ملکیت ہوتا ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک جو مال غلام کے پاس ہو اس کی زکوٰۃ مالک ادا کرے گا۔ جبکہ امام مالکؒ کا قول یہ کے جو مال غلام کے پاس ہو اس کی زکوٰۃ نہ مالک پر واجب ہے اور نہ غلام پر کیونکہ غلام کی ملکیت ناقص اور زکوٰۃ کے وجوب کے ملکیت تامہ کا ہونا شرط ہے اور آقا اُس مال کا مالک نہیں ہوگا جو غلام کی ملکیت میں ہے۔

۳- عاقل و بالغ ہونا:

زکوٰۃ کی فرضیت کی تیسری اور چوتھی شرط عاقل و بالغ ہونا ہے۔ احناف کے نزدیک نابالغ اور مجنون کے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی کیونکہ وہ عبادات کے ادا کرنے کے مخاطب نہیں ہیں۔ جبکہ جمہور فقہاء کرام کے زکوٰۃ کی فرضیت کے لئے عاقل و بالغ ہونا شرط نہیں ہے۔ اِن کا ولی اِن کے مال سے اُن کی جانب سے زکوٰۃ ادا کرے گا۔

۴- فریضہ زکوٰۃ کا علم ہونا:

یہ شرط احناف کے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ہے جبکہ امام زفرؒ کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے۔ لہذا اگر کوئی حربی دار الحرب میں مسلمان ہونے کے بعد وہیں مقیم رہا اُسے زکوٰۃ کی فرضیت کا علم نہ تھا تو جب تک وہ ہجرت کر کے دارالاسلام میں نہ آجائے یا اُسے وہیں دارالحرب میں زکوٰۃ کی فرضیت و مسائل علم نہ ہو جائے اُس پر آئمہ ثلاثہ کے نزدیک زکوٰۃ فرض نہ ہوگی جبکہ امام زفرؒ کے نزدیک اُس شخص پر وہیں دارالحرب میں زکوٰۃ فرض ہوگی۔

۵- صاحب نصاب کسی کا مقروض نہ ہو:

اگر کسی شخص کے پاس نصاب کے برابر مال ہے لیکن وہ مقروض ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اس قرض کی ادائیگی ابھی واجب الذمہ ہو یا بعد میں۔ جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک قرض مانع زکوٰۃ نہیں ہوتا خواہ کیسا ہی قرض ہو(۶۷)۔

زکوٰۃ کے مال سے متعلق شرائط:

مال زکوٰۃ سے متعلق پانچ شرائط ہیں:

۱- مال کی ملکیت ہو:

چنانچہ وقف کردہ جانوروں اور فی سبیل اللہ گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، اس لئے کہ ان میں کسی کی ملکیت نہیں ہوتی۔ اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ میں تملیک ہوتی ہے اور غیر مملوکہ شئ کی تملیک کا تصور نہیں ہوسکتا۔

۲- ملکیت مطلقہ ہو:

یعنی مال کی ملکیت کے ساتھ اس پر قبضہ بھی ہو یہ احناف میں آئمہ ثلاثہ کا قول ہے جب کہ امام زفرؒ کے نزدیک قبضہ شرط نہیں اور امام شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے۔ یہی وجہ ہے احناف کے ہاں ''مال ضمار'' پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جبکہ امام زفرؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہوتی ہے۔ مال ضمار اُس مال کو کہتے ہیں جس سے ملکیت میں نہ ہونے کی وجہ سے فائدہ اُٹھانا ممکن نہ ہو اگرچہ اُس مال پر ملکیت برقرار ہو۔

۳- مال کا نامی ہونا:

اس لئے کہ زکوٰۃ کا مفہوم ومعنی ''نماء'' صرف مال نامی میں پایا جاتا ہے۔ یعنی ایسے مال کا مالک ہو جس پر شریعت نے زکوٰۃ فرض کی ہو اور وہ پانچ قسم کے اموال ہیں:

۱- سونا، چاندی	۲- معدنیات کی کانیں
۳- سامان تجارت	۴- غلہ، پھل اور دیگر اجناس

۵- اور ایسے جانور ہوں جنہیں فقہ کی اصطلاح میں ''سائمہ'' کہا جاتا ہے یعنی سائمہ وہ جانور ہوتے ہیں جو سال کا اکثر حصہ جنگل میں مفت کی چراہ گاہ میں چرتے ہوں، اگرچہ امام مالکؒ کا مسلک یہ کہ ''علوفہ'' یعنی اُن جانوروں پر بھی زکوٰۃ واجب ہے جو گھر میں موجود رہتے ہوں (۶۸)۔

۴- حولان حول، سال گذرنا:

اس شرط کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''عن عائشة قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول لا زكوٰة فی مال حتی يحول عليه الحول'' (۶۹) ''یعنی کسی مال میں زکوٰۃ اُس وقت تک واجب نہیں ہوتی یہاں تک کہ اُس پر ایک سال گزر جائے۔''

۵- مال نصاب کی مقدار کے برابر ہو:

زکوٰۃ کی فرضیت کی پانچویں شرط یہ ہے کہ مال نصاب کے برابر ہو یعنی بیس مثقال (ساڑھے سات تولے) سونا یا دوسو درہم (باون تولے) چاندی یا اُن کی قیمت کے برابر نقد رقم ہو کیونکہ نصاب سے کم مال میں زکوٰۃ واجب

نہیں ہوتی، کیونکہ زکوٰۃ غنی پر واجب ہوتی ہے اور غنا صرف اس مال سے حاصل ہوتا ہے جو حاجت اصلی سے زائد ہو اور اُس پر کسی کا قرض وغیرہ نہ ہو، اور جو نصاب سے کم ہو وہ حاجت اصلی سے زائد نہیں ہوتا، لہذا ایسا انسان غنی کے زمرے میں نہیں آتا (۷۰)۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کی شرائط:

۱- نیت:

زکوٰۃ کی ادائیگی کی پہلی شرط نیت کا ہونا ہے۔ تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی نیت شرط ہے بغیر نیت کے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی (۷۱)۔

نیت کے وجوب کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''**إنما الأعمال بالنیات**'' (۷۲) زکوٰۃ بھی نماز کی عبادت ہے لہذا اس میں نیت فرض ہے تاکہ نفلی صدقہ وغیرہ سے ممتاز ہو جائے۔

۲- تملیک:

زکوٰۃ کی ادائیگی کی صحت کے لئے تملیک ہے۔ یعنی مستحقین زکوٰۃ کو زکوٰۃ کے مال کا مالک بنانا شرط ہے (۷۳)۔

حضرات مالکیہ کے ہاں مزید تین شرائط ہیں:

۱- زکوٰۃ اُس وقت نکالی جائے جب سال مکمل ہو جائے یا حکومت کا نمائندہ زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے آئے وقت سے پہلے زکوٰۃ نکالنا جائز نہیں۔

۲- مستحقین زکوٰۃ کے حوالے کرنا غیر مستحق کے حوالے کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

۳- جس چیز میں زکوٰۃ واجب ہوئی اسی چیز کی جنس سے زکوٰۃ نکالی جائے (۷۴)۔

مانعین زکوٰۃ کا حکم:

زکوٰۃ ہر عاقل و بالغ صاحبِ نصاب مسلمان پر حولانِ حول کے بعد فرض ہے۔ علامہ مرغینانی لکھتے ہیں:

''**الزکوٰۃ واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذاملک نصاباً مِلکاً تاما وحال علیه الحول**'' (۷۵)

ترجمہ: ''زکوٰۃ آزاد، عاقل، بالغ، مُسلم پر اُس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ نصاب کا مکمل طور پر مالک ہو اور اُس پر ایک سال گزر چکا ہو۔''

جو افراد زکوٰۃ کے وجوب کے بعد اس فریضہ پر عمل نہ کریں ایسے افراد کے بارے میں قرآن وسنت میں دنیا

اور آخرت کی سزا اور وعید مذکور ہے:

مانعین زکوٰۃ کے لئے آخرت میں قرآن کریم کی سزا:

﴿وَ الَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَ الْفِضَّۃَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَ جُنُوْبُھُمْ وَ ظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ﴾ (۷۶)

''یعنی جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اُن کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ جب اس مال کو جہنم کی آگ میں خوب گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان بخیلوں کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور کہا جائے گا یہ وہی ہے جو تم اپنے لئے جمع کرتے تھے اب اس کا مزہ چکھو۔''

﴿وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ﴾ (۷۷)

''جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال عطا فرمایا ہے اور وہ اس مال میں بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں (وہ اچھا نہیں) بلکہ اُن کے لئے بُرا ہے وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر اُن کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔''

مانعین زکوٰۃ کے لئے حدیث میں سزا:

عن أبی هريرة ﷜ قال قال رسول الله ﷺ ''من اتاه الله مالا فلم يؤدّ زكوته مُثّل له مالُه يوم القيامة شجاعا اقرع له زبيبتان يُطوّقه يوم القيامة ثُمّ يا خذ بِلِهْزِمَتيْهِ يعنی شدقيه ثم يقول انا مالک انا كنزک'' (۷۸)

''حضرت ابو ہریرۃ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت عطا فرمائی ہو پھر اُس نے اُس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اُس مال و دولت کو قیامت کے دن اُس آدمی کے سامنے ایسے زہریلے اور گنجے ناگ کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے گا اور اس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں گے پھر وہ سانپ اُس زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے شخص کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا پھر اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کاٹتے ہوئے کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں''

"عن ابی ذرٍّ انّ النبی صلی ﷺ علیه وسلم قال "ما من رجل یکون له ابل او بقر او غنم لایؤدّی حقهآ الاّ اُتیَ بها یوم القیامة اعظم ما یکون واَسمنهٗ تطؤه باخفافها و تنطحه بقرونها کُلّما جازت اُخریٰ رُدّت علیه اوّلها حتی یُقضیٰ بین الناس"(۷۹)

"حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس شخص کے پاس اونٹ یا گائے یا بکریاں ہوں اور وہ اُن کا حق یعنی زکوٰۃ نہ دے تو کل قیامت کے دن اس کے وہ مویشی اس حال میں لائے جائیں گے کہ بہت بڑے بڑے اور فربہ شکل میں ہوں گے اور پھر وہ اس شخص کو اپنے پیروں سے روندے اور کچلیں گے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے جب اُسے مارکچل کر آخری جماعت چلی جائے گی تو پھر جماعت لائی جائے گی یعنی اس طرح تمام جانور بار بار پلٹ کر روندیں گے اور ماریں گے یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رے گا جب تک لوگوں کا حساب کتاب شروع کر کے ان کا فیصلہ نہ کر دیا جائے"

دنیا کی سزا:

اگر کوئی صاحب نصاب زکوٰۃ ادا نہ کرے تو حاکم وقت اسے تعزیر لگائے گا اور بزور قوت اس سے زکوٰۃ وصول کرنے کے علاوہ اس سے جرمانہ بھی وصول کرے گا (۸۰)۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

عن بهز بن حكيم عن أبيه عن جدهٖ أن رسول الله ﷺ قال: "من أعطاها ،(أى الزكاة) مؤتجرًا بها فله أجرها ، ومن منعها فإنا آخذوها شطرمالهٖ عزمة من عزمات ربنا تبارك وتعالىٰ ، ليس لآل محمد منها شئً"(۸۱)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ثواب حاصل کرنے کی نیت سے زکوٰۃ دے گا اُس کو اُس کا اجر ملے گا اور جو زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا ہم اُس سے زکوٰۃ بھی لیں گے اور آدھا مال بطور جرمانہ اس سے وصول کریں گے (یعنی زکوٰۃ نہ دینے کے جرم میں اُس کا آدھا مال بطور جرمانہ لے لیں گے) زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عائد کردہ فرائض میں سے ایک فرض ہے، اور اِس میں آل محمد کے لئے کوئی حصہ نہیں"

منکرین زکوٰۃ کا حکم:

اگر کوئی شخص زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر ہو تو ایسا شخص کافر ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا جس

طرح کہ مرتد کو قتل کیا جاتا ہے (۸۲)۔ علماءِ اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ منکرین زکوٰۃ کے خلاف اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اُن کو راہ راست پر لانے کے لئے بشمول جہاد کے ضروری اقدامات کرے (۸۳)۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے ''هی فريضةٌ محكمةٌ يُكفر جاحدها ويُقتل مانعها'' (۸۴) ''یہ محکم فریضہ ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے جو اس کو ادا نہ کرے اس کے خلاف جہاد بالسیف کیا جائے گا۔'' المغنی اور فقہ السنہ میں ہے: ''الزكاة من الفرائض التی أجتمعت عليها الأمة واشتهرت شهرة جعلتها من ضرورات الدّين ، بحيث لو أنكر وجوبها احدٌ خرج عن الإسلام ، وقُتِلَ كُفراً ،إلا إذا كان حديث عهد بالإسلام ، فانه يعذر لجهله بأحكامه'' (۸۵)

''یعنی زکوٰۃ کا تعلق اُن فرائض سے ہے جن پر اُمت کا اجماع ہو چکا اور اس کی شہرت ضروریات دِین کے حیثیت سے واضح ہو چکی ہے۔ جس شخص نے اس کی فرضیت کا انکار کیا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور اُسے مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ ہاں اگر وہ نو مسلم ہے تو اُسے احکام اسلام کی عدم واقفیت کی وجہ معذور سمجھتے ہوئے مہلت دی جائے گی۔''

ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

''جاحد الزكاة كافر: وإذا كان هذا هو مكان فريضة الزكاة من شرائع الإسلام، فقد قرّر العلماء أن من أنكر ها، وجحد وجوبها ، فقد كفر ، و مرق من الإسلام كمايمرق السهم من الرمية'' (۸۶)

''زکوٰۃ اسلام کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے جو شخص زکوٰۃ کے وجوب کا انکار کرے وہ کافر ہو جائے گا اور دائرہ اسلام سے یوں باہر ہو جائے گا جس طرح تیر کمان سے باہر نکل جاتا ہے۔''

اس بارے میں ''سب بہترین'' بے معنی ترکیب ہے۔ ''بہترین'' کے اندر ہی ''سب سے'' کا معنی موجود ہے۔ مثال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وہ فیصلہ ہے جو انہوں نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کی صورت میں کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابوبکرؓ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو چند نئے فتنوں (مدعیان نبوت، مرتدین اور منکرین زکوٰۃ) سے سر اٹھایا اُنہیں میں سے اہم اور خطرناک ترین فتنہ منکرین زکوٰۃ کا تھا۔ بعض قبائل مثلاً عطفان اور بنی سُلیم وغیرہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اس طرح انہوں نے اسلام کے اس اہم اور بنیادی فریضہ کا انکار کیا۔ ظاہر ہے یہ کوئی معمولی بات نہ تھی کیونکہ کسی فریضہ پر عمل نہ کرنا اور بات ہے مگر اس فریضہ کا سرے سے انکار ہی کر دینا ایک دوسرے معنیٰ رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ منکرین زکوٰۃ کے بارہ میں حدیث میں ''کفر، وہ کافر ہو گئے'' کا لفظ

استعمال کیا گیا۔

قبائل عرب کا ارتداد:

تاریخ طبری میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت اُسامہ بن زیدؓ کو رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق شام کے اس علاقہ میں روانہ کیا جہاں حضرت اُسامہؓ کے والد حضرت زیدؓ بن حارثہ شہید ہوئے تھے وفد کو روانہ کرنے کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ مدینہ ہی میں مقیم تھے عربوں کے وفد اسلام سے منحرف ہونا شروع ہو گئے تھے جو نماز کے تو قائل تھے لیکن زکوٰۃ نہیں دینا چاہتے تھے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کی کوئی بات نہ مانی۔

حضرت نوفل بن معاویہ دیلمی ؓ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں صدقات وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ چنانچہ قبیلہ شربہ میں سے خارجہ بن حصن نے زبردستی اِن سے زکوٰۃ کے وصول شدہ اموال چھین لئے اور بنو فزارہ کو واپس کر دئے ،نوفل بن معاویہؓ حضرت اُسامہؓ کی روانگی سے قبل ہی مدینہ طیبہ میں حضرت ابو بکرؓ کے پاس پہنچ چکے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ کی مرتدین سے پہلی لڑائی اسود عنسی سے یمن میں ہوئی اس کے بعد یہ لڑائی خارجہ بن حصن اور منظور بن زبان بن سیار سے غطفان میں ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات اور اُسامہؓ کی روانگی کے بعد تمام عرب عام اور خاص مرتد ہو گئے۔ مسیلمہ اور طلیحہ نے نبوّت کا دعویٰ کیا اس کی جماعت اور طاقت بہت بڑھ گئی ،قبیلہ طے اور اسد ،طلیحہ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اس طرح اشجع اور غطفان کے بعض خاندانوں کے خاص لوگوں کے علاوہ تمام غطفان مرتد ہو گیا اور انہوں نے طلیحہ کی بیعت کر لی ہوازن مرتد ہو گئے تھے انہوں نے بھی زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا البتہ ثقیف اور ان کے حلیف اسلام پر قائم رہے اور ان کی اقتداء میں جدیلہ اور اعجاز بھی عام طور اسلام پر قائم رہے۔ البتہ بنو سلیم کے خواص مرتد ہو گئے اور یہی حال تمام قبائل عرب کا تھا۔

یمن ،یمامہ ،اور بنو اسد کے علاقوں سے رسول اللہ ﷺ کے عاملین اور اُن کے نمائندے جن کو رسول اللہ ﷺ نے اسود، مسیلمہ اور طلیحہ کی مدافعت اور مقاومت کا حکم بھیجا تھا حضرت ابو بکرؓ کے پاس مدینہ میں مختلف واقعات اور خطوط لے کر حاضر ہوئے اور یہ سب خطوط انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کو دے دئے اور زبانی تمام حالات بیان کر دیئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا ابھی ٹھہرو اور انتظار کرو کہ دیگر اُمراء ،عمال اور عمائدین کے قاصد ان خبروں سے بھی زیادہ پریشان کن حالات کی خبریں لے کر آتے ہوں گے۔

چنانچہ کچھ ہی وقت کے بعد بلا استثناء رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ تمام اُمرا نے اپنے اپنے مستقر سے یہ اطلاع دی کہ ہر جگہ فتنۂ وارتداد برپا ہو گیا کوئی قبیلہ ایسا نہیں جو کہ مکمل طور پر یا اس کے بعض افراد مرتد یا باغی نہ ہو گئے ہوں اور

مسلمانوں پر ہر طرح کی مصیبت اور پریشانی چھائی ہوئی ہے (۸۷)۔

منکرین زکوٰۃ مدینہ منورہ لوٹنے کی دھمکی دے رہے تھے غرض خورشید دو عالم ﷺ کے غروب ہوتے ہی اسلام کے چراغ سحری بن جانے کا خطرہ تھا۔ لیکن خلیفۃ الرسول افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکرؓ نے اپنی روشن ضمیری، سیاست اور غیر معمولی استقلال کے باعث نہ صرف اس کو گُل ہونے سے محفوظ رکھا بلکہ پھر اس مشعل ہدایت سے تمام عرب کو منور کر دیا۔ اس لئے حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اسلام کو جس نے دوبارہ زندہ کیا اور دنیائے اسلام پر سب سے زیادہ جس کا احسان ہے وہ یہی ذات گرامی ہے۔

مدینہ منورہ پر حملہ کا منصوبہ:

علامہ طبری لکھتے ہیں:

''مدینہ منورہ کے قریب والے مرتدین کا وفد واپس آ گیا اور انھوں نے اپنے قبائل سے کہا کہ اس وقت مدینہ منورہ میں بہت کم آدمی ہیں حملہ کرنے کا اچھا موقع ہے۔ جبکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی ان ریشہ دوانیوں سے بے خبر نہ تھے انہوں نے اس وفد کے اخراج کے بعد مدینہ منورہ کے تمام ناکوں پر باقاعدہ پہرے دار متعین کر دیئے تھے۔ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اس کام پر مقرر کئے گئے۔ اس کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تمام اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ مسجد نبوی میں جمع ہو جائیں، اس کے بعد اُن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تمام ملک کافر ہو گیا ہے اور وہ تمہاری قلت تعداد کو دیکھ گئے ہیں۔ وہ ضرور دن یا رات میں تم پر حملہ آور ہوں گے... حضرت ابوبکرؓ کی اس تقریر کے بعد صرف تین راتیں ہی گذریں تھیں کہ مرتدین نے رات ہوتے ہی مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا'' (۸۸)

منکرین زکوٰۃ کے مدینہ منورہ پر حملے کے منصوبے کے بارے میں علامہ طبری لکھتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خاص لوگوں کے علاوہ تمام قبائل اسد، غطفان، طے اور طلیحہ کے ساتھ ہو گئے بنو اسد سُمیرا میں جمع ہوئے، بنو فزارہ اور اُن کے قریب کے قبائل غطفان طیبہ کے جنوب میں جمع ہوئے۔ بنو طے اپنے علاقوں کی سرحد پر جمع ہوئے، ثعلبہ اور بنو سعد اور ان کے حلیف قبائل مرّہ اور عبس ربذہ کے مقام ابرق میں جمع ہوئے... ابرق جو بنو مرّہ میں تھے عوف بن سنان ان کا سردار تھا اور حارث بن سبیع ثعلبہ اور عبس کا سردار تھا۔ ان قبائل نے اپنے وفود مدینہ منورہ بھیجے... حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آ کر انہوں نے کہا کہ نماز پڑھتے رہیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت

ابوبکر صدیقؓ پر حق کو راسخ کر دیا انہوں فرمایا اگر یہ زکوٰۃ کی اونٹ باندھنے کی رسی بھی نہ دیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اُن کی یہ بات نہ مانی'' (۸۹)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں زکوٰۃ وصول کرنے کا جو طریقہ تھا اس کو برقرار رکھتے ہوئے اعلان فرمایا:

''اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں صدقات وصول کرنے کا جو طریقہ رائج رہا اس میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا اور میرا زکوٰۃ وصول کرنے کا طریقہ کار وہی ہوگا جو رسول اکرم ﷺ کیا کرتے تھے'' (۹۰)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب اُن کے خلاف جنگ کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمرؓ جیسے متشدد اور صاحبِ رائے بزرگ نے اس فیصلہ پر اعتراض کیا، لیکن خلیفہ اوّل کا غیر متزلزل ارادہ و استقلال اختلاف رائے سے مطلق متاثر نہ ہو اور حقیقتِ حال سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا ''اللہ کی قسم میں اس شخص کے خلاف ضرور جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا، اللہ کی قسم اگر وہ لوگ جو منکر زکوٰۃ ہو رہے ہیں مجھے بکری کا بچہ بھی نہ دیں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں ان کے اس انکار کی وجہ سے اُن سے جنگ کروں گا'' حضرت عمرؓ یہ جواب سن کر نہ صرف یہ کہ وہ بھی حضرت ابوبکرؓ کے فیصلہ کے ہم نوا ہو گئے بلکہ انہیں یقین کامل بھی ہو گیا کہ حضرت ابوبکرؓ کی فراست ایمانی اور ان کے تدبّر نے جو فیصلہ کیا وہ بالکل صحیح ہے۔

دوسرے صحابہ کرام حتیٰ کہ حضرت علی ؓ نے بھی حضرت ابوبکر ؓ کو جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا اور فرمایا خلافت کا ابتدائی دور ہے مخالف بہت زیادہ ہیں ایسا نہ ہو کہ فتنہ و فساد پھوٹ پڑے اور اسلام کو کسی طرح نقصان پہنچ جائے اس لئے اس معاملہ میں ابھی توقف کرنا چاہیے مگر حضرت ابوبکرؓ نے نہایت جرأت اور بہادری کے ساتھ انہیں یہ جواب دیا کہ اگر اس معاملہ میں تمام لوگ ایک طرف ہو جائیں اور میں تنہا رہ جاؤں تو پھر بھی اپنے فیصلہ میں کوئی لچک نہیں دکھاؤں گا اور شعائر دین کی حفاظت اور اسلام کے نظریات و اعمال کے تحفظ کے لئے میں نے جو قدم اٹھایا ہے اس میں لغزش نہیں آئے گی اور میں پوری قوم سے تنہا جنگ کروں گا اس سے حضرت ابوبکر کی اصابت رائے، جرأت اور شجاعت و بہادری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے (۹۱)۔

یہاں اتنی بات کی وضاحت کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے جو یہ فرمایا کہ ''میں انکار کی وجہ سے اُن سے جنگ کروں گا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ وجوبِ زکوٰۃ کے منکر ہو گئے ہیں تو میں اُن کے کفر اور ارتداد کی وجہ سے اُن سے جنگ کروں گا اور اگر وہ منکر زکوٰۃ تو نہ ہوئے ہوں بلکہ زکوٰۃ ادا نہ کر رہے ہوں تو پھر اُن سے میری جنگ شعائر اسلام کی حفاظت اور اس فتنہ کے سدّ باب کے لئے ہوگی۔

اسلام کا نظام ربوبیت:

نماز کے بعد جس کا اصل تعلق خالق ومخلوق کے باہمی سلسلہ اور رابطہ سے ہے اور جس کا بڑا فائدہ نظام جماعت کا قیام ہے، اسلامی عبادت کا دوسرا رکن زکوٰۃ ہے جو آپس میں انسانوں کے درمیان ہمدردی اور ''باہم ایک دوسرے کی امداد'' غلط ہے ''باہمی امداد'' یا ''ایک دوسرے کی امداد'' کہنا چاہیے اور جس کا اہم فائدہ نظام جماعت کے قیام کے لئے مالی سرمایہ بہم پہنچانا ہے۔

عہد جاہلیت میں غریب پروری کا کوئی نظام تو کجا زیردستوں، کمزوروں کو انسان ہی نہیں سمجھا جاتا تھا، ہر قسم کی بیگار ان سے لی جاتی تھی اور ان کی مزدوری بھی ادا نہیں کی جاتی تھی۔

اسلام کا نظام معیشت جبر واستبداد اور ظلم وجور سے پاک ہے یہ ضرور ہے کہ اسلام پہلے انسانی دلوں میں احکم الحاکمین کا دبدبہ قائم کرتا ہے اس کے احسانات یاد دلاتا ہے پھر مرنے کے بعد کی زندگی اور حساب وکتاب کا عقیدہ ذہن نشین کراتا ہے۔ اس کے بعد وہ بتاتا ہے کہ دنیاوی زندگی میں محتاجوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور کمانے سے جو لوگ مجبور ہیں ان کی امداد کا کتنا بڑا اجر ہے۔ اور اس سلسلہ میں ترغیب وترہیب کا پہلو اجاگر کرتا ہے تاکہ آدمی جو کچھ کرے خوش دلی سے کرے اور یہ یقین کر کے کرے کہ آخرت میں بدلہ مل کر رہے گا۔ ﴿وَفِیٓ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ﴾ (۹۲) ''ان کے مال میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں دونوں کا حق ہوتا ہے۔''

مصارفِ زکوٰۃ اور قرآن:

اگرچہ قرآن کریم میں زکوٰۃ کا حکم اجمالاً آیا ہے لیکن قرآن کریم نے مصارفِ زکوٰۃ کو بڑی تفصیل اور وضاحت سے بیان کر دیا ہے تاکہ زکوٰۃ کی تقسیم حاکم کی اپنی مرضی پر موقوف نہ رہے اور اس میں حکمرانوں کا تعصب اور ان کے اپنے مفادات راہ نہ پاسکیں اور اسی طرح ان لالچی لوگوں کو بھی ان کی حدود میں رکھا جائے جو ایسے مال کو حاصل کرنے سے خدا سے نہیں ڈرتے جس کا حصول ان کے لیے روا نہیں ہے اور جو معاشرتی زندگی میں اپنے زورِ بازو سے اہلِ حاجت اور تنگ دست لوگوں کے حقوق غصب کرنے سے گریز نہیں کرتے۔

خود عہدِ رسالتؐ میں بعض طامع افراد نے صدقات میں حصہ لینے کی خواہش ظاہر کی مگر جب آپؐ نے ان کی اس خواہش کو رد کر دیا تو انھوں نے سرورِ کائنات کو الزامات سے مطعون کرنا شروع کر دیا، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور ان کے نفاق، طمع اور حرص کو واشگاف الفاظ میں بیان کر دیا گیا۔

﴿وَمِنۡهُمۡ مَنۡ يَّلۡمِزُكَ فِی الصَّدَقَاتِ اُعۡطُوۡا مِنۡهَا رَضُوۡا وَاِنۡ لَّمۡ يُعۡطَوۡا مِنۡهَا اِذَا هُمۡ

يَسۡخَطُوۡنَ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ رَضُوۡا مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُه‘ وَقَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ سَيُؤۡتِيۡنَا اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ وَرَسُوۡلُه‘ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رَاغِبُوۡنَ ٥ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسَاكِيۡنِ وَالۡعَامِلِيۡنَ عَلَيۡهَا وَالۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَفِى الرِّقَابِ وَالۡغَارِمِيۡنَ وَفِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ (۹۳)

اے نبی، ان میں سے بعض لوگ صدقات کی تقسیم میں تم پر اعتراضات کرتے ہیں۔ اگر اس مال میں سے انھیں کچھ دے دیا جائے تو خوش ہو جائیں اور نہ دیا جائے تو بگڑنے لگتے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ اللہ اور رسول نے جو کچھ بھی اُنھیں دیا تھا اس پر وہ راضی رہتے اور کہتے کہ اللہ ہمارے لیے کافی ہے۔ وہ اپنے فضل سے ہمیں اور بہت کچھ دے گا اور اس کا رسول بھی ہم پر عنایت فرمائے گا، ہم اللہ ہی کی طرف نظر جمائے ہوئے ہیں۔

یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں اور ان کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو، نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے، راہِ خدا میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لیے ہیں۔ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا و بینا ہے۔

''ابوداؤد نے زیاد بن الحارث الصدائی سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے بیعت کی ۔۔۔ ان الفاظ کے ساتھ وہ ایک طویل حدیث بیان کرتے ہیں ۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ آپؐ مجھے صدقات میں سے دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی یا غیر نبی کے فیصلے پر صدقات کو نہیں چھوڑا بلکہ خود ہی مصارف زکوٰۃ بیان فرما دیئے۔ ان آٹھ مصارف میں سے اگر تم کسی میں داخل ہو تو میں تمھیں دیئے دیتا ہوں'' (۹۴)

مصارفِ زکوٰۃ پر قرآن کی توجہ کی حکمت:

ماہرین اقتصادیات کا بیان ہے کہ مختلف براہِ راست اور بالواسطہ (Direct & indirect taxes) ٹیکس لگا کر انھیں وصول کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے اور دنیا کی حکومتیں ٹیکس وصول کرتی ہی رہتی ہیں اور اکثر عدل وانصاف کے تقاضے بھی پورے کرتی ہیں لیکن اصل اور اہم مسئلہ ان ٹیکسوں کے صرف کرنے کا ہے کہ مصارف میں عدل وانصاف کی میزان برابر نہیں رہتی اور یہ مال ان لوگوں کو مل جاتا ہے جو درحقیقت اس کے مستحق نہیں ہوتے اور وہ لوگ محروم ہو جاتے ہیں جو فی الواقع مستحق ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے قرآن کریم نے زکوٰۃ کے وجوب کی تفصیلات اگر چہ بیان نہیں کی ہیں لیکن اس کے مصارف کو تفصیل کے ساتھ اور وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

مالیاتی تاریخ اس امر سے متعارف ہے کہ اسلام سے قبل دنیا میں لوگوں سے متعدد ٹیکس برضا یا جبراً وصول کیے جایا کرتے تھے اور پھر وہ بادشاہوں اور حکمرانوں کے خزانوں میں جمع ہو جایا کرتے تھے اور انہی کے لوگوں، مددگاروں اور رشتہ داروں پر خرچ ہوا کرتے تھے، یا پھر بادشاہوں کی شان و شوکت کے بڑھانے اور ان کے دبدبے اور رُعب میں اضافہ کرنے کے لیے مستعمل ہوا کرتے تھے اور فقیر و مسکین اور ضعیف و ناتواں عوام محروم رہ جایا کرتے تھے۔

اسلام نے سب سے پہلے ضرورت مندوں کی ضرورتوں کی کفالت کی جانب توجہ دی اور مال زکوٰۃ میں اور دیگر محصولاتِ سرکاری (State Revenues) میں ان کا باقاعدہ حصہ مقرر کیا اور اس اجتماعی اصلاح سے اسلام نے نظام مالیات (Financial System) اور نظام ضرائب (Taxes) کو ایسی پیش رفت عطا کی جس سے انسانیت ابھی تک ناآشنا تھی (۹۵)۔

نتائج:

1۔ زکوٰۃ اسلام کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ اور ارکان دین میں سے اہم رکن ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت قرآن مجید، سنت رسول اللہ، اجماع امت اور عقلی دلائل سے ثابت ہے۔ زکوٰۃ ہر صاحب نصاب عاقل و بالغ اپنے مال کی وہ مقدار جو نصاب کے مطابق ہو فقیر و مسکین و دیگر مصارف پر ادا کرے گا۔

2۔ ابتدائے اسلام میں زکوٰۃ کے لئے کوئی خاص نصاب یا خاص مقدار متعین نہ تھی۔ نصاب کا تعین اور مصارف زکوٰۃ احکام ہجرت مدینہ کے بعد اسلامی ریاست کی تشکیل پر نازل ہوئے۔ جب ریاست مدینہ میں امن و امان کا دور شروع ہوا اور حصول دولت کے مواقع حاصل تھے تو نبی اکرم ﷺ نے باقاعدہ زکوٰۃ کی وصول یابی کا نظام ''محکمہ عمال زکوٰۃ'' قائم کیا جو کہ فتح مکہ کے بعد عمل میں آیا۔

3۔ زکوٰۃ کی فرضیت کا سبب مال ہے اس لئے شرائط فرضیت اور صاحب نصاب سے متعلق پانچ شرائط اور مال زکوٰۃ سے متعلق بھی پانچ شرائط اور ادائیگی زکوٰۃ کی دو شرائط یعنی نیت اور تملیک ضروری ہیں۔

4۔ ایسے افراد جن پر زکوٰۃ فرض ہو اور وہ اس فریضہ پر عمل نہ کریں ان کے بارے میں قرآن نے دنیا اور آخرت میں سزا اور وعید سنائی ہے جو سورۃ توبہ آیت 34,35، سورۃ آل عمران آیت 180 میں واضح حکم کے ساتھ موجود ہے کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔

5۔ مانعین زکوٰۃ کے لئے سنت رسول اللہ ایہ ہے کہ اُن سے زکوٰۃ زبردستی وصول کی جائے اور ان کو ساتھ جرمانہ بھی کیا جائے۔ اگر اس کے بعد بھی وہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کے رویہ پر عمل کریں تو ان کو حاکم وقت تعزیر کرسکتا ہے۔

6۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بطور خلیفہ اول منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کا فیصلہ کیا اور وہ قبائل جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کررہے تھے ان کو مرتد قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف فوج کشی کی جس کے نتیجہ میں مانعین زکوٰۃ قبائل نے توبہ کی اور اسلامی ریاست کو باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرنے کا عہد کیا۔

7۔ ائمہ اربعہ اور دیگر تمام فقہائے امت اور فتاویٰ جات اس امر پر متفق ہیں کہ منکرین زکوٰۃ کے خلاف اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان کے خلاف انتظامی اور فوجی کارروائی عمل میں لائے تاوقت کہ وہ توبہ تائب ہو جائیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی شروع کردیں۔ بصورت دیگر منکرین فرضیت زکوٰۃ دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور مرتد کے زمرے میں ان کی سزا موت رکھی گئی ہے۔

8۔ اسلام زکوٰۃ کے ذریعہ غربا اور مساکین کی کفالت اور دیگر مصارف پر خرچ کرکے ریاست سے غربت وافلاس کا خاتمہ چاہتا ہے۔ جو افراد صاحب نصاب ہوکر ریاست کو زکوٰۃ ادا نہ کریں وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایسے عناصر کے لئے اسلام نے سخت ترین سزا کا قانون بیان کردیا ہے کہ اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ مانعین زکوٰۃ کے خلاف قانون سازی کریں اور ایسے قوانین مانعین زکوٰۃ کے خلاف استعمال ہوں تاکہ فرضیت زکوٰۃ جیسے اہم رکن سے انکار ممکن نہ رہے۔

9۔ اسلامی نظام معیشت میں زکوٰۃ وصدقات کی وصولی اور تقسیم پر عہد نبوی اا اور عہد خلفاء راشدین وعہد امیہ وعہد عباسیہ میں خصوصی توجہ دی جاتی تھی تاکہ معاشرہ کے کمزور طبقات کی معاشی کفالت کی جاسکے اور معاشرہ میں فقیر ومسکین، ضعیف اور محروم عوام کی تعداد کم سے کم ہوجائے۔ اس لئے تاریخ میں ایسے ادوار آئے کہ جب کوئی مستحق زکوٰۃ فرد ڈھونڈے نہ ملتا تھا۔

10۔ اسلام نے زکوٰۃ وصدقات کے نظام کے ذریعہ سب سے پہلے ضرورت مندوں کی کفالت کی جانب توجہ دی۔ اسے ریاست کے نظام مالیات (Financial System) اور نظام ضرائب (Taxes) کا باقاعدہ حصہ بنایا۔ اس کے لئے قانون سازی کی۔ ذمہ داری کے ساتھ بروقت ادائیگی کرنے پر اجر وثواب اور لائق تحسین قرار دیا گیا اور ادائیگی نہ کرنے والے عناصر کے خلاف قانونی چارہ جوئی اور سزا کا عمل جاری کیا گیا۔

حوالہ جات

۱۔ بلیاوی، عبدالحفیظ، مصباح اللغات، قدیمی کتب خانہ کراچی، ص ۳۴۲، س ن

۲۔ تھانوی، موسوعۃ کشّاف اِصطلاحات الفنون والعلوم، ۱: ۹۰۷۔

۳۔ میدانی، عبدالغنی بن طالب غنیمی دمشقی حنفی، اللباب فی شرح الکتاب، ۱: ۱۳۶، المکتبہ العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۳ء۔

۴۔ قدوری، ابوالحسین احمد بغدادی مختصر القدوری، ص: ۳۶، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، س ن

نسفی، ابوالبرکات عبد اللہ، کنز الدقائق، میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی، س ن

صدر الشریعہ، عبید اللہ بن مسعود، شرح الوقایہ، مکتبہ امدادیہ، ملتان س ن

ابن نُجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، البحر الرائق، ۲: ۳۵۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، س ن

عالمگیر، اورنگزیب بن شاھجھان: (رتبہ جماعۃ من العلماء تحت اشرافہ) الفتاویٰ الھندیۃ المعروف بالفتاویٰ العالمگیریۃ، ۱: ۱۷۰، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، ۱۹۸۳ء

۵۔ تمرتاشی، محمد بن عبداللہ، تنویر الابصار مع الدر المختار علی ہامش ردّ المختار، ۲: ۲، ۳، ۴، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ۔ س ن

۶۔ ابن رشد، قاضی ابوالولید القرطبی الاندلسی، بدایۃُ المجتھد و نھایۃُالمقتصِد، ۳: ۵۶، دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان، ۱۹۹۶ء

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً

۹۔ الموسوعۃ الفقھیۃ، ۲۳: ۲۲۶، وزاۃ الاوقاف والشئو ن الإسلامیۃ

۱۰۔ فیروزآبادی، القاموس المحیط، ۲: ۱۹۴

۱۱۔ اصفہانی، معجم مفردات الفاظ القرآن، ص: ۲۸۶

۱۲۔ البقرۃ: ۲۶۴

۱۳۔ التوبہ: ۶۰، ۱۰۳

۱۴۔ قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری، الجامع لاحکام القرآن، ۸: ۱۰۷، دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۸۸ء

۱۵۔ عسقلانی، احمد بن علی بن حجر: فتح الباری شرح الجامع الصحیح للبخاری، ۳: ۳۳۵، دارالکتب العلمیّۃ، بیروت ۱۹۸۹ء

زرقانی محمد بن عبدالباقی بن یوسف مصری مالکی، شرح الزرقانی علیٰ موّطاالامام مالک، ۲: ۱۲۸، دارالکتب العلمیّۃ، بیروت، ۱۹۹۰ء

۱۶۔ تھانوی، موسوعۃ کشّاف اِصطلاحات الفنون والعلوم، ۱: ۹۰۷

۱۷۔ زمخشری، جاراللہ محمود بن عمر، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، ۳: ۱۷۶، دارالکتب العربیہ بیروت

۱۸۔ ایضاً، ۲: ۲۴۱

۱۹۔ المؤمنون: ۴

۲۰۔ مطری، ناصر بن عبدالسید، المغرب فی ترتیب المعرب، مادہ ''ز ،ک'' دائرۃ المعارف الاسلامیۃ، قاہرہ

۲۱۔ کاسانی، ابوبکر علاء الدین بن مسعود حنفی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،۲: ۳، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱۴۰۰ھ

سمرقندی، علاء الدین، تحفۃ الفقھاء، ۲: ۲۶۳، دارالکتب العلمیۃ، ۱۹۸۶ء

ابن قُدامۃ، موفّق ابوعبداللہ احمد بن محمد، المُغنی، ۴: ۵

۲۲۔ البقرۃ: ۳

۲۳۔ شوکانی، قاضی محمد بن علیؒ، نیل الاوطار من اَحادیث خیر الاخیار، ۴: ۱۷۰، دارالجیل بیروت، ۱۹۷۳ء

۲۴۔ ابن کثیر، ابوالفداء حافظ اسماعیل بن کثیر دمشقی، تفسیر القرآن العظیم، ص، ۱۳۹۱، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۹۹۸ء

۲۵۔ طبری، ابوجعفر محمد بن جریر، تفسیر الطبری، المسمیٰ جامع البیان فی تاویل القرآن ،۱۲: ۲۹۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۲ء

۲۶۔ شمس الدین، کتاب الفروع، ۲: ۲۱۶، عالم الکتاب، بیروت، ۱۸۹۵ء

۲۷۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

عسقلانی، فتح الباری شرح الجامع الصحیح للبخاری، ۳: ۳۳۹-۳۴۰

زرقانی، شرح الزرقانی علیٰ موَطّا الامام مالکؒ، ۲: ۱۲۸

۲۸۔ قاری، ملاّ علی بن سلطان محمد، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ۴: ۲۵۸، المکتبۃ الحبیبیۃ، کوئٹہ، س ن

عثمانی، ظفر احمد بن لطیف احمد، اعلاء السنن، ۹: ۳، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، ۱۹۹۴ء

۲۹۔ ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد الحضرمی، تاریخ ابن خلدون، ۲: جز دوم: ص: ۱۷، مؤسسۃ جمال للطباعۃ والنشر، بیروت، ۱۹۷۹ء

۳۰۔ آلوسی، ابوالفضل شہاب الدین السید محمود البغدادی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم و السبع المثانی، ۱۵: ۱۲۶، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۴ء

۳۱۔ شبلی نعمانی، علامہ، سیرۃ النبی، ۱: ۳۲۷، دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۸۵ء

۳۲۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:

البقرۃ: ۴۳، ۸۳، ۱۱۰، ۱۷۷، ۲۷۷، النساء: ۷۷، ۱۶۲، المآئدۃ: ۱۲، ۵۵،

الأعراف: ۱۵۶، التوبۃ: ۵، ۱۱، ۱۸، ۷۱، الکھف: ۸۱، مریم: ۱۳، ۳۱، ۵۵،

الأنبیاء: ۷۳، الحج: ۴۱، ۷۸، المؤمنون: ۴، النور: ۳۷، ۵۶، النمل: ۳،

الروم: ۳۹، لقمان: ۴، الأحزاب: ۳۳، فصلت: ۷، المجادلۃ: ۱۳، المزمل: ۲۰، البینۃ: ۵

۳۳۔ ابن نجیم، البحر الرائق، ۲: ۳۵۲

۳۴۔ سید سابق، فقہ السنہ، ۱: ۳۲۷، دارالکتاب العربی، بیروت

۳۵۔ شبلی نعمانی، علامہ/ ندوی، سیّد سلیمان، سیرۃ النبی، ۵: ۱۱۳، دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۸۵ء

۳۶۔ البقرۃ: ۲۶۷

۳۷۔ الانعام: ۱۴۱

۳۸۔ التوبۃ:۱۰۳

۳۹۔ الذاریات:۱۹

۴۰۔ التوبۃ:۱۱

۴۱۔ رازی،فخر الدین محمد بن عمر،التفسیر الکبیر (مفاتیح الغیب) ۱۵ :۱۸۶ ، دار الکتب العلمیہ،بیروت،۱۹۹۰

طبری،تفسیر الطبری ، المسمیٰ جامع البیان فی تاویل القرآن،۶:۳۲۸

۴۲۔ البقرۃ:۱۹۵

۴۳۔ المآئدۃ:۲

۴۴۔ البقرۃ:۲۵۴

۴۵۔ بخاری،الجامع الصحیح ،کتاب الایمان،رقم:۷

مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الایمان ،رقم:۲۱،۲۲

ترمذی، الجامع، کتاب الایمان ،رقم:۲۵۳۴

۴۶۔ ترمذی، الجامع ، کتاب الجمعۃ،رقم:۵۵۹

احمد بن حنبل،المسند ، کتاب مسند الانصار رقم:۲۱۱۴۰،کتاب باقی مسند الانصار ،رقم:۲۱۲۳۰

۴۷۔ بخاری،الجامع الصحیح ، کتاب الزکوٰۃ،رقم:۱۳۰۸

مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الایمان ،رقم:۲۷،۲۸

ترمذی، الجامع،کتاب الزکوٰۃ ،رقم:۵۶۷

۴۸۔ بیہقی ،شعب الایمان،۳:۲۷۳،رقم:۳۵۲۲

ہندی ، کنز العمّال فی سُننِ الاقوال و الافعال ، ۶: ۳۰۶، رقم : ۱۵۸۱۰

۴۹۔ الموسوعۃ الفقھیۃ،۲۳:۲۲۹،وزاۃ الاوقاف والشئو ن الإسلامیۃ

زحیلی ،الفقہ الاسلامی واَدِلَّتُہٗ ،۲:۷۳۴،المکتبۃ الحقانیہ، پشاور،س ن

۵۰۔ مرغینانی ، برھان الدین علی،ھدایۃ،۱:۱۸۵،مکتبہ شرکت علمیہ ملتان،س ن

ابن ہمام،کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن،فتح القدیر ،۲:۱۱۲، مکتبہ رشیدیہ،کوئٹہ،س ن

۵۱۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:

صنعانی،حافظ ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام،مصنف عبد الرزاق،۴:۴۴،المکتب الاسلامی بیروت،۱۹۸۲ء

قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج،ص:۸۰،دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر ،بیروت

بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ ، باب وجوب الزکوٰۃ، رقم : ۱۳۱۲ ، کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم، رقم: ۶۴۱۳ ، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ، رقم : ۶۷۴۱

مسلم، الجامع الصحیح ،کتاب الایمان ، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لاالہ الا اللہ،رقم:۲۹

ترمذی، الجامع ، کتاب الزکوٰۃ،باب ماجاء امرتُ ان اقاتل الناس حتی یقولوا لاالہ الا اللہ ،رقم:۲۵۳۲

ابو داود، السنن، کتاب الزکوٰۃ، رقم: ۱۳۱۳

نّسائی ، السنن، کتاب الزکوٰۃ ،باب مانع الزکوٰۃ، رقم: ۲۴۰۰ ، کتاب الجهاد ، باب وجوب الجهاد، ۳۰۴۰، ۳۰۴۱،

۳۰۴۲، کتاب التحریم الدم، رقم: ۳۹۰۷، ۳۹۰۸، ۳۹۱۰، ۳۹۱۲، دارالمعرفۃ بیروت،۱۹۹۴ء

احمد بن حنبل،المسند ، کتاب مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ، رقم:۶۴،۱۱۲،۲۳۲،باب مسند ابی بکر الصدیق رقم:۳۱۷

الموسوعۃ الفقھیۃ،۲۳:۲۲۹،وزاۃ الاوقاف والشئو ن الإسلامیۃ

۵۲۔ التوبۃ:۱۰۳

۵۳۔ ابراھیم : ۷

۵۴۔ مرغینانی،ھدایۃ،۱:۱۸۶ ۵۵۔ کاسانی،بدائع الصنائع ،۲:۱۰

زحیلی ،الفقہ الاسلامی واَدِلَّتُہٗ ،۲:۷۵۴

۵۶۔ سیدسابق، فقہ السنہ، ۱:۳۳۴-۳۳۶

۵۷۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:

نسفی ،ابوالبرکات عبداللہ، کشف الاسرارشرح المصنف علی المنار،۱:۱۱۳،دارالکتب العلمیۃ ،بیروت،س ن

مُلّا جیون،شیخ احمد،نور الانوار ،ص۵۲،ایچ ایم سعید کمپنی کراچی،س ن

۵۸۔ ابن قُدامۃ ،المُغنی، ۴:۸۰-۸۱

۵۹۔ ایضاً، ۴:۷۹

۶۰۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:

ترمذی، الجامع، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء فی تعجیل الزکاۃ:رقم:۶۱۴-۶۱۵

ابو داؤد، السنن ، کتاب الزکاۃ، باب فی تعجیل الزکاۃ، رقم:۱۳۸۳

ابنِ ماجہ، السنن، کتاب الزکاۃ، باب فی تعجیل الزکاۃ، رقم:۱۷۸۵

احمد بن حنبل،المسند ،مسند علی،رقم:۷۸۱

دارمی، السنن، کتاب الزکاۃ، باب فی تعجیل الزکاۃ،رقم:۱۵۸۰

۶۱۔ سیدسابق، فقہ السنہ، ۱:۳۳۷

۶۲۔ ابوشیبہ، حافظ عبداللہ بن محمد، مصنف ابن ابی شیبہ،۴:۳۹-۴۰، دارالفکر، بیروت،۱۹۹۴ء

ابوعبید، کتاب الاموال،ص۵۲۳،نمبر:۱۸۸۵

حمید بن زنجویۃ ،کتاب الاموال،۳:۱۱۷۸

۶۳۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:

زحیلی ،،الفقہ الاسلامی واَدِلَّتُہٗ ،۲:۷۵۵-۷۵۶

سیدسابق، فقہ السنہ، ۱:۳۳۸

۶۴۔ دارقُطنی ،حافظ علی بن عُمر ، السُنن،۲:۷۶،رقم:۱۷۰-۱۷۸، دارالکتب العلمیّۃ، بیروت، ۱۹۹۶ء

ابن قُدامۃ، المُغنی، ۴:۷۹

۶۵۔ سید سابق، فقہ السنہ، ۱:۳۳۸

۶۶۔ کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۲:۱۱

۶۷۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے:

قدوری، مختصر القدوری، ص:۳۶-۳۷

ابن رشد، بدایۃُ المجتہد و نہایۃُالمقتصِد، ۳:۵۸

نسفی، کنز الدقائق، ص:۵۶

زیلعی، فخرالدین عثمان بن علی حنفی، تبیین الحقائق، ۱:۲۵۲-۲۵۴، مکتبہ امدادیہ ملتان

ابن نجیم، البحر الرائق، ۲:۳۵۳-۳۶۸

صدرالشریعہ، شرح الوقایہ، ۱:۳۱۶-۳۱۹

مرغینانی، برہان الدین علی، ہدایۃ، ۱:۱۸۵، مکتبہ شرکت علمیہ ملتان، س ن

عینی، بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد، البنایۃ فی شرح الھدایۃ، المشہور عینی شرح ہدایۃ، ۲:۱۵۰-۱۶۰، المکتبہ الامدادیۃ، مکہ

ابن عابدین، محمد امین، ردّ المحتار، ۲:۳-۴، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء

کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۲:۳

زحیلی، الفقہ الاسلامی وَاَدِلَّتُہٗ، ۲:۷۴۴، المکتبہ الحقانیہ، پشاور، س ن

سید سابق، فقہ السنہ، ۱:۳۳۴-۳۳۶، دارالکتاب العربی، بیروت

۶۸۔ ایضاً

۶۹۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: ابوداود، السنن، کتاب الزکاۃ، باب فی زکاۃ السائمۃ، رقم:۱۳۴۲

ابنِ ماجہ، السنن، کتاب الزکاۃ، باب من استفاد مالاً، رقم:۱۷۸۲

احمد بن حنبل، المسند، مسند علی، رقم:۱۲۰۰

دارقطنی، السنن، ۲:۷۶، رقم:۱۷۰-۱۷۸

مالک: الموطأ، کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ فی العین من الذھب والورق، رقم:۵۱۵

ابن رشد، بدایۃُ المجتہد و نہایۃُالمقتصِد، ۳:۱۱۳

۷۰۔ مزید تفصیل اور دلائل کے لئے دیکھئے:

قدوری، مختصر القدوری، ص:۳۶-۳۷

نسفی، کنز الدقائق، ص:۵۶

زیلعی، تبیین الحقائق، ۱:۲۵۲-۲۵۴، مکتبہ امدادیہ ملتان

ابن نجیم، البحر الرائق، ۲:۳۵۳-۳۶۸

صدرالشریعہ، شرح الوقایہ، ۱:۳۱۶-۳۱۹

مرغینانی، ہدایۃ، ۱:۱۸۵

ابن عابدین، ردّ المحتار ۲:۳-۴

کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۲:۳

زحیلی، الفقه الاسلامی وَاَدِلَّتُہٗ ۲:۳۴

سید سابق، فقہ السنہ، ۱:۳۳۴-۳۳۶، دار الکتاب العربی، بیروت

۷۱۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:

ابن قُدامۃ، المُغنی، ۴:۸۸

قدوری، مختصر القدوری ص ۳۷

نسفی، کنز الدقائق ص: ۵۵-۵۶

زیلعی، تبیین الحقائق، ۱:۲۵۲-۲۵۴

ابن نُجیم، البحر الرائق ۲:۳۵۳-۳۶۸

صدر الشریعہ، شرح الوقایہ، ۱:۳۲۱

مرغینانی، ہدایۃ، ۱:۱۸۵

ابن ہمام، فتح القدیر ۲:۱۲۵

عینی، البنایۃ فی شرح الھدایۃ، المشہور عینی شرح ہدایۃ ۲:۱۶۶

نووی، حافظ ابوزکریا محی الدین بن شرف دمشقی، المجموع شرح المہذب ۵: ۵۲۲، المطبعۃ العربیۃ، قاہرہ

کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۲:۳

ابن عابدین، ردّ المحتار ۲:۳-۴

زحیلی، الفقہ الاسلامی وَاَدِلَّتُہٗ ۲:۵۰

سید سابق، فقہ السنہ، ۱: ۳۳۶، دار الکتاب العربی، بیروت

۷۲۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب بدو الوحی، رقم: ۱ کتاب العتق، رقم: ۲۳۴۴، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۰۹

کتاب النکاح ۴۶۸۲، کتاب الأیمان والنذور، رقم: ۶۱۹۵، کتاب الحیل، رقم: ۶۴۳۹

ابو داؤد، السنن، کتاب الطلاق، باب عنی بہ الطلاق والنیات، رقم: ۱۸۸۲

ابنِ ماجہ، السنن، کتاب الزہد، باب النیۃ، رقم: ۴۲۱۷

۷۳۔ ابن عربی، ابوبکر محمد بن عبداللہ، احکام القرآن ۲:۹۵۹، دار الفکر بیروت

قدوری، مختصر القدوری ص ۳۷، نسفی، کنز الدقائق ص: ۵۵-۵۶

زیلعی، تبیین الحقائق، ۱:۲۵۲-۲۵۴، ابن نُجیم، البحر الرائق ۲:۳۵۳-۳۶۸

صدر الشریعہ، شرح الوقایہ، ۱:۳۲۱، مرغینانی، ہدایۃ، ۱:۱۸۵

ابن ہمام، فتح القدیر، ۱:۱۳۰، ابن عابدین، ردّ المحتار ۲:۸۵

کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۲:۳، زحیلی، الفقہ الاسلامی وَاَدِلَّتُہٗ ۲:۵۲

۷۴۔ زحیلی، الفقہ الاسلامی وَاَدِلَّتُہٗ ۲:۵۳

۷۵۔ مرغینانی، ہدایہ،۱:۵۸۱

۷۶۔ التوبة:۳۴-۳۵

۷۷۔ آل عمران:۱۸۰

۷۸۔ بخاری، الجامع الصحیح ، کتاب الزکوٰۃ،رقم:۱۳۱۵، مسلم، الجامع الصحیح تفسیر القرآن،رقم:۴۱۹۹
نسائی، السنن، کتاب الزکوٰۃ،رقم:۲۴۳۵،۲۴۳۶
احمد بن حنبل، المسند،مسند المکثرین من الصحابة،رقم:۵۴۷۱،۵۹۳۲،۶۱۵۹

۷۹۔ بخاری،الجامع الصحیح ،کتاب الزکوٰۃ،رقم:۱۳۶۷، مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ،رقم:۱۶۵۲
ترمذی، الجامع، کتاب الزکوٰۃ،رقم:۵۶۰، نسائی، السنن، کتاب الزکوٰۃ،رقم:۲۳۹۷

۸۰۔ ابن قُدامة، المُغنی، ۴:۷، زحیلی ،الفقه الاسلامی واَدِلَّتُهٗ ،۲:۷۳۵

۸۱۔ ابوداؤد، السنن ، کتاب الزکوٰۃ،۱:۴۶۲،رقم:۱۵۷۵
نسائی، السنن ، کتاب الزکوٰۃ ،باب مانع الزکوٰۃ،رقم:۲۴۰۱،۲۴۰۶
احمد بن حنبل،المسند ، باب مسند البصرین،رقم:۱۹۱۶۵،۱۹۱۸۳،۱۹۱۸۶

۸۲۔ ابن رشد،بدایةُ المجتهد و نهایةُالمقتَصِد،۳:۶۷

۸۳۔ الموسوعة الفقهیة،۲۳:۲۲۸،وزاة الاوقاف والشئو ن الإسلامیة
زحیلی ،الفقه الاسلامی واَدِلَّتُهٗ ،۲:۷۳۵

۸۴۔ عالمگیر،اورنگزیب بن شاہجہان: الفتاویٰ الهندیة المعروف بالفتاویٰ العالمگیریة ، ۱ : ۱۷۰ ،
(رتبه جماعة من العلماء تحت اشرافه) مکتبه رشیدیه کوئٹہ،۱۹۸۳ء

۸۵۔ سیدسابق، فقه السنه، ۱ : ۳۳۳دار الکتاب العربی، بیروت
مغنی،المُغنی،۴:۶

۸۶۔ قرضاوی،، فقه الزکوٰۃ،۱:۸۵،دار المعرفة ،بیروت

۸۷۔ طبری،تاریخ الامم و الملوک،۲:۴۷۴-۴۷۶

۸۸۔ ایضاً،۲:۴۷۶-۴۷۷

۸۹۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے:
صنعانی ،مصنف عبد الرزاق، ۴:۴۴
طبری،ابوجعفر محمد بن جریر،تاریخ الامم و الملوک،۲:۴۷۶- ۴۹۰، مطبعه الاستقامه با لقاهره ۱۹۳۹ء

۹۰۔ بخاری،الجامع الصحیح،کتاب المناقب،باب قرابة رسول اللہ،رقم:۳۴۳۵،کتاب المغازی،باب غزوۃ خیبر،۱۹۱۳

۹۱۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:
صنعانی،مصنف عبد الرزاق،۴:۴۴
قاضی،کتاب الخراج،ص:۸۰
بخاری،الجامع الصحیح ، کتاب الزکوٰۃ ، باب وجوب الزکوٰۃ، رقم : ۱۳۱۲ ، کتاب استتابة المرتدین والمعاندین

وقتالهم،رقم: ۶۴۱۳ ، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة ، رقم : ۶۷۴۱

مسلم، الجامع الصحیح،کتاب الایمان ، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لااله الا الله،رقم :۲۹

ترمذی، الجامع ، کتاب الزکوٰة،باب ماجاء امرتُ ان اقاتل الناس حتی یقولوا لااله الا الله ،رقم:۲۵۳۲

ابوداؤد ، کتاب الزکوٰة،رقم:۳۱۳۱

نسائی، السنن، کتاب الزکوٰة ،باب مانع الزکوٰة، رقم: ۲۴۰۰ ، کتاب الجهاد، باب وجوب الجهاد، ۳۰۴۰، ۳۰۴۱،

۳۰۴۲، کتاب التحریم الدم، رقم: ۳۹۰۷، ۳۹۰۸، ۳۹۱۰، ۳۹۱۲

احمد بن حنبل،المسند ، کتاب مسند العشرة المبشرین بالجنة،رقم:۶۴،۱۱۲،۲۳۲،باب مسند ابی بکر الصدیق رقم:۳۱۷

الموسوعة الفقهیة،۲۳:۲۲۹،وزاة الاوقاف والشئون الإسلامیة

۹۲۔ الذاریات:۱۹

۹۳۔ التوبة : ۵۸-۶۰

۹۴۔ ابوداؤد، کتاب الزکوٰة، باب من یعطیٰ من الصدقة وحد الغنی، حدیث نمبر۱۶۳۰، ص۲۴۲

۹۵۔ قرضاوی، یوسف، فقہ الزکوٰۃ، ج۴، ص۹، ۱۰، البدر پبلی کیشنز، لاہور، س ن